AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

"CHAND GEHAN, DAAN AUR DAASTAAN" BY INTIZAR HUSSAIN: AN ANALYTICAL STUDY

"چاند گہن، دان اور داستان" از انتظار حسین: تجزیاتی مطالعہ

Dr. Muhammad Naeem
PhD Urdu, Lahore Garrison University, Lahore
Waseem Arshad
Assistant Lecturer, Department of Urdu, Lahore Garrison University, Lahore
Sadia Sanaullah
MPhil Urdu, Lahore Leads University, Lahore
Shahram Arshad
PhD Urdu Scholar, Lahore Garrison University, Lahore

Abstract:
"Chand Gehan, Daan Aur Daastaan" by Intizar Hussain is a significant work in Urdu literature, blending elements of mysticism, cultural history, and philosophical inquiry. This analytical study examines the profound themes embedded within the text, focusing on the symbolic significance of the eclipse (چاند گہن), alms (دان), and stories (داستان). Hussain's narrative delves into the complexities of human existence, memory, and identity, exploring how individuals navigate the tension between tradition and modernity. Through a careful exploration of metaphors and literary techniques, this study highlights the author's ability to reflect on societal and spiritual concerns, while also addressing the interconnection between the individual and the collective consciousness. The work's deep engagement with the Urdu language, rich symbolism, and philosophical reflections provide valuable insights into the broader human condition, making it an essential text for understanding the nuances of post-colonial literature in South Asia.

Keywords:
Symbolism of the Eclipse, Concept of Alms, Role of Stories, Human Existence and Identity, Philosophical Reflection, Narrative Techniques and Style, Post-Colonial Context, Connection Between the Individual and Society.

بحیثیت ناول نگار انتظار حسین دیگر ناول نگاروں کی طرح ایک منفرد مقام و رتبہ کے مالک تھے۔ اگرچہ انتظار حسین افسانہ نگاری میں اعلیٰ مقام و رتبہ حاصل کیا۔ اس کے برعکس انتظار حسین ناول نگاری کے میدان میں بھی کسی سے کم اور پیچھے نہیں رہے۔ انہوں نے ناول نگاری میں بھی اپنے فن کا لوہا منوایا۔ دیگر ناول نگاروں کے مقابلہ میں انتظار حسین نے اگرچہ چند ناول لکھے لیکن ان کے یہ تحریر کردہ گنتی کے ناولوں نے وہ مقام و رتبہ حاصل کیا جو کہ دوسرے درجنوں لکھنے والوں کے حصے میں نہ آیا۔ اکثر مقام پر انتظار حسین کے چار ناولوں کا ذکر ملتا ہے لیکن بیشتر تحریروں اور دانشوروں، ادیبوں کے بقول انتظار حسین کا پانچواں ناول "دن اور داستان" کو بھی شمار کیا جاتا ہے۔ اس ناول کے بارے میں یہ زیادہ مشہور تھا کہ یہ انتظار حسین کا افسانوی مجموعہ ہے۔ کیونکہ خود مصنف نے اسے اپنے افسانوں کے کلیات میں شمار کیا تھا اور ناول کے طور پر بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ انتظار حسین نے چار ناول لکھے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ چاند گہن۔ ۲۔ بستی ۳۔ نیا گھر (تذکرہ)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

۴۔آگے سمندر ہے ۵۔دن اور داستان

مندرجہ بالا ناولوں میں سے بستی کو منفرد حیثیت حاصل ہے اور بستی کو مصنف کا نمائندہ ناول قرار دیا جاتا ہے۔اس کی بدولت مصنف نے ناول نگاری میں اپنا نام پیدا کیا۔ہم یہاں انتظار حسین کے دوناولوں "چاند اور گہن" اور "دن اور داستان" کا جائزہ لیں گے۔

انتظار حسین کی ناول نگاری کے محرک:

انتظار حسین کی ناول نگاری کے پختگی کے دور کے تینوں ناول اپنے دور کے حالات وواقعات، حرکات، موضوعات کے اعتبار سے کسی نہ کسی طرح اپنے ملکی حالات سے جڑے نظر آتے ہیں اور انتظار حسین کے تینوں ناول اپنی فنی، ادبی اور موضوعات کی بنا پر ایک دوسرے سے خاصے مختلف اور جدا دکھائی دیتے ہیں۔مگر ان کے باوجود میں ایک چیز مشترک ہے جو انہیں ایک کڑی میں پیوستہ کئے ہوئے ہے اور وہ محرک قومی آشوب ہے جو ان تینوں ناولوں کا ایک لڑی میں موتیوں کی طرح جوڑے پروئے ہوئے ہیں۔انتظار حسین نے ان حالات کو محسوس کیا اور ان کو اپنی تحریر میں محفوظ کرنا شروع کیا۔جس طرح قومی اور اجتماعی زندگی سے تعلق انتظار حسین کے افسانوں کی بنیادی اور انفرادی خصوصیات ہے اسی طرح یہ خصوصیت اور انفرادیت انتظار حسین کے ناولوں میں بھی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔

ناولٹ:

ناولٹ قواعد کی رو سے ناول کا اسم تصغیر سمجھا اور جانا جاتا ہے۔ادبی اصطلاح میں ناولٹ کو ناول مختصر شکل کہا جاتا ہے یعنی مختصر ناول کو ناولٹ کہا جاتا ہے۔"اے ہنڈبک ٹولٹریچر" میں دیئے گئے تعارف کے مطابق۔

> "مختصر افسانہ بالعموم چھ، آٹھ یا دس ہزار الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے۔ناولٹ تیس یا چالیس ہزار الفاظ اور ناول تیس یا چالیس ہزار الفاظ سے لے کر دو یا تین لاکھ الفاظ تک ہوتا ہے۔"(1)

ناول اور ناولٹ میں اور ناولٹ افسانہ میں ذوالفقار احمد تابش حد قائم کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

> "(طویل مختصر افسانہ لکھنے والے)افسانہ نگاروں نے جن باتوں کو اپنے طویل افسانوں کا موضوع بنایا ان میں اتنی گہرائی اور پیچیدگی نہیں کہ ان کے ڈھانچے پر پورا ناول کھڑا کیا جا سکے۔لیکن ان میں سے کوئی بات ایسی بھی ہے جس کے لئے مختصر افسانے کا چھوٹا سا سانچا کافی نہیں۔ان میں طوالت کے باوجود افسانے ہیں اور فنی اعتبار سے جس جس طرح ناول کی وحدت تاثر ہے اور اس لئے ناول کہنا صحیح نہیں۔البتہ بعض لوگوں نے ان مختصر طویل افسانوں کو ناولٹ یا مختصر ناول کہنا شروع کر دیا ہے حالانکہ غور سے دیکھا جائے تو طویل افسانہ اور ناولٹ دو الگ الگ اصناف مختصر افسانہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔اسی طرح طویل یا مختصر افسانے اور ناولٹ میں بنیادی فرق۔۔۔ افسانے میں خواہ وہ مختصر ہو یا طویل موضوع کی وحدت ضروری ہے۔اس کی نوعیت خواہ کچھ بھی ہو۔ناول اور ناولٹ سے ہم اس طرح کی وحدت کا مطالعہ نہیں کرتے۔ناول میں زندگی کا پھیلاؤ بھی ہوتا ہے اور گہرائی بھی۔اس لئے اس کی فنی ترتیب ویسی سیدھی سادھی اور ہموار نہیں ہوتی جیسی افسانے (طویل کا مختصر) کی۔چنانچہ ناولٹ کے مقابلے میں مختصر ہونے کے باوجود وسیع تر اور عمیق تر زندگی کا احاطہ بھی کرتا ہے اور فنی اعتبار سے اس طرح کے اتار چڑھاؤ میں سے گزرتا ہے جس میں سے ناول۔"(2)

سجاد ظہیر کی تحریر کردہ "لندن کی ایک رات" اُردو کی ایک عمدہ مثال ہے۔انتظار حسین نے اپنے نمائندہ ناول بستی کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے راقم الحروف (مصنف) سے کہا:

> "ناولوں کا معاملہ عجب ہے کہ جو بھی ناول میں نے شروع کیا وہ کوئی ہمارے ملک کی Immediate Sociopolitical

Situation تھی، کوئی ایسا آشوب ہمارے ملک کا جو ہم پر گزر رہا ہے اور جس نے مجھ پر اثر کیا اور اس کے ردِ عمل میں جواب میں نے قلم اٹھایا اور لکھنا شروع کر دیا۔ یہ چاروں ناول بالکل فوری صورت حال تھا ہمارے ملک کے آشوب کی۔ اس نے یہ ناول لکھوائے۔۔۔"(3)

اسی گفتگو کے دوران انتظار حسین بات کو بڑھاتے ہوئے مزید کہتے ہیں۔

"میں ان تینوں ناولوں کو ایک سلسلے میں رکھ کر دیکھتا ہوں۔"(4)

یہ ناول ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے وضاحت کی کہ۔

"وہ ان ناولوں کو Tribology نہیں سمجھتے لیکن یہ ہر حال میں قومی صورت حال کے حوالے سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ الگ الگ ناول گویا ایک سلسلہ میں یا ایک زنجیر کی کڑیاں ہیں جس میں ہماری قومی زندگی نظر آتی ہے۔ کینیڈا کی ممتاز ناول نگار مار گریٹ ایٹ وڈ نے ترکی کے بین الاقوامی شہرت یافتہ ناول نگار اور جان پاک کی ایک نئی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے اس مصنف کی ایک اہم خصوصیت کو ایک طویل المعیاد منصوبہ بندی قرار دیا تھا۔"(5)

مزید لکھتے ہیں:

کینیڈا کی ممتاز ناول نگار مار گریٹ ایٹ وڈ نے کی طرح انتظار حسین کی ناول نگاری میں تھی۔ ایک ملک بیان کی حدوں میں داخل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ ملک یا ملک کا طلب ایک بیانیہ کے طور پر تصور کیا جاتا ہے۔ جس کا وجود ہمارے آس پاس اور ہر اطراف قائم ہے۔ جیسے انتظار حسین افسانہ نگار نے قائم کیا اور اس بیان کردہ بیان کے بارے میں یہ بات واضح ہے کہ یہ تنقیدی رویہ استوار کرنے میں یہ فعل بھی مضمر ہے کہ ہم اس وطن کو ایک بیانیے کی طرح کس طرح پڑھنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ انتظار حسین نے اپنے ناولوں میں جگہ جگہ وطن کے بارے میں لکھا ہے۔ انتظار حسین کے ناولوں میں وطن یعنی ملک میں درپیش ہونے والے محرکات وواقعات کی ترجمانی اور عکاسی واضح طور پر نظر آتی ہے۔

انتظار حسین کے ناول

1۔ چاند گہن، ۱۹۵۴ میں شائع ہوا۔

2۔ دان اور داستان ۱۹۸۱ میں ایک ناولٹ کے طور پر شائع ہوا۔

اس کے علاوہ انتظار حسین کی ناول نگاری کا جائزہ لینے کے لئے ہمیں ان کے چاروں ناولوں کو الگ الگ پیرائے میں جانچنا ہو گا۔ اس مقصد کے لئے ہمیں انتظار حسین کے چاروں ناولوں پر سیر اثر بحث کرنے کے بعد اس مقصد میں کامیاب ہو سکیں گے۔ انتظار حسین کے ناول چاند گہن، بستی، نیا گھر (تذکرہ) اور آگے سمندر ہے۔ یہ چاروں ناول انتظار حسین کی ناول نگاری کا احاطہ کرتے ہیں لیکن ان تصنیف دن اور داستان کے بارے میں ابہام پایا جاتا ہے کہ یہ بھی ناول کی صورت ہے لیکن انتظار حسین نے "دن اور داستان" کو اپنے افسانوں کے کلیات میں بھی شامل کر دیا ہے۔ جس سے شک پیدا ہوتا ہے کہ آیا اسے افسانے کے طور پر پڑھا جائے یا پھر ناول کی حیثیت سے۔ لیکن اس کا انداز تحریر اور لب ولہجہ سے تو اکثر ادیب اسے افسانہ کہتے ہیں۔ اگر ہم اس کو الگ الگ طور پر یعنی دن اور داستان کو الگ الگ صورت میں پڑھیں تو یہ افسانہ کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے منفرد اور الگ لگتے ہیں۔ دونوں کے قصے اور کہانی کا بیان الگ الگ لگتا ہے اور دونوں ایک ڈھیلی ڈھالی کہانی کی صورت میں دکھائی دیتے ہیں لیکن بعض ادیب کہتے ہیں کہ افسانے کو افسانہ ہی سمجھنا چاہیے اور ایک افسانہ نگار کو ناول نگار میں مسلط نہیں کرنا چاہیے۔ ایک افسانہ نگار کی بال کیونکر ایک ناول نگار کے گلے میں ڈالی جائے لہٰذا انتظار حسین کی کتاب دن اور داستان کو دو باہمی منسلک طویل قصوں کا مجموعہ قرار دیا جانا مناسب ہو گا۔

چاند گہن (۱۹۵۳):

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

"چاند گہن" مصنف کی ان کتابوں میں سے جن پر سب سے کم توجہ دی گئی ہے۔ انتظار حسین کے ناول "چاند گہن" کے بارے میں ایک آدھ مضمون ہی لکھا گیا اور اکثر نقاد انتظار حسین کے اس ناول "چاند گہن" سے صرف نظر کر کے اس کے نمائندہ ناول "بستی" سے شروع کرتے ہیں۔ بہت کم نقادوں اور ادیبوں نے "چاند گہن" کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس ناول کی یہ بات کسی امکانی نقص سے زیادہ اس امر کا نتیجہ ہے کہ اس کتاب میں ناپختگی کا احساس پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ابھی کہانی میں رنگ چوکھا نہ آیا ہوا۔ انتظار حسین کے پہلے دور کا پہلا ناول بھی اس دور میں لکھا گیا جب وہ اپنے پہلے یا ابتدائی دور کے افسانے لکھ رہے تھے۔ ان کے اس ناول میں بھی فضا کے عکس نظر آتے ہیں۔

انتظار حسین کے "گلی کوچے" کے افسانوں کی طرح اس ناول کی آغاز میں عہد نامہ عتیق کے ایک دو اقتباس دیئے گئے ہیں جو اصل کہانی کے لئے ایک بیانیہ انداز میں پیش کر رہے ہیں۔ ایک لمحہ قاری یعنی پڑھنے والے کا دل ضرور ٹھٹکتا ہو گا کہ مصنف ہمیں کیا باور کروانا چاہتا ہے۔ کیا ہم اس کہانی کو مصنف کے تحریر کردہ حوالوں کے ساتھ سمجھیں اور قبول کریں یا پھر اس کہانی کے کردار فیاض خان سمیت عہد نامہ عتیق کے اذیت رسیدہ اور زخم خوردہ پیغمبر ہیں۔ "بے اُمت رسول" جن کے ہاں دربدری، جلا وطنی اور قوم کی بے اعتباری کا ایک مستقل سلسلہ ان پر ستم ور ستم بن کر ٹوٹ رہا ہے۔

چاند گہن کا آغاز انتظار حسین کے کردار فیاض سے نہیں بو جی سے شروع ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ایک اور عمر رسیدہ خاتون جن سے ہماری ملاقات متواتر اس مصنف کی دیگر تحریروں میں اکثر ہوتی آئی ہے۔ انتظار حسین کے اس ناول "چاند گہن" میں خوف کا عالم ہے اور اس کے کرداروں میں خوف و ہراس پھیلا ہوا نظر آتا ہے اور ہر کردار اپنے اپنے خوف سے پریشان اور ڈرا ہوا ہے۔ ناول کا آغاز بھی خوف سے شروع ہوتا ہے اور یہ خوف بو جی کا خوف ہے جو ذرا سی بات پر بھی خوفزدہ ہو جاتی ہے اور جو ذرا سے کھٹکے سے بھی خوفزدہ ہو جاتی ہے۔ بو جی کے خیال میں کائنات اوپر سے اُترنے، اندھیروں اور انجانی آوازوں کا ایک مجموعہ ہے۔ مصنف نے اس کے خوف کو اس قدر بیان کیا ہے کہ وہ فرد کی بجائے ٹائپ معلوم ہونے لگتی ہے۔ بو جی کے خوف کے بارے میں ہم اس اقتباس سے اندازہ لگا سکتے ہیں:

> "بو جی واقعی ہی دقیانوسی باتیں کرتی تھی۔ "مجھے شک آوے ہے" کا فقرہ تو گویا ان کی گھٹی میں پڑا تھا۔ ہر بات میں شک، ہر کام میں شک۔ پتا کھڑکا اور ان کے کان کھڑے ہوئے۔ الٹی آنکھ پھڑکی اور ان کا دل دھڑکا۔۔۔"(6)

انتظار حسین کے ناول "چاند گہن" میں خوف کے عناصر کی چند مثالیں ناول سے پیش کی جاتی ہیں۔

کسی نامعلوم سمت سے کسی کے نوحہ کرنے کی آواز آ رہی ہے۔ "اے بڑے بڑے شہر۔ اے بستیوں کی ملکہ، افسوس۔ افسوس" ایک ہلکی سی چیخ کے ساتھ بو جی کی آنکھ کھُل گئی۔ ان کا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا اور دل نہیں یوں معلوم ہوتا تھا کوئی چیز، بار بار بڑی تیزی سے سینے کی پسلیوں سے آکر ٹکراتی ہے اور بار بار ایسا لگتا ہے کہ اب پسلیاں چٹخیں اور اب کلیجہ نکل کر باہر آیا۔ بو جی کو بہت دیر تک تو یہ احساس ہی نہ ہوا کہ وہ واقعی ہی جاگے پڑی ہے۔ وہ پوری فضا اپنی شدت کے ساتھ ان کے تصور پر بدستور سوار ہو رہی ہے۔ البتہ اس کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا تھا۔ کبھی کوئی تصویر نظر کے سامنے آجاتی، کبھی اس نوحہ کی آواز سنائی دینے لگتی" اے بڑے شہر اے بستیوں کی ملکہ افسوس۔ افسوس۔۔" لیکن وقت بڑا ظالم ہے کیسی ہی شدت کی کیفیت ہو وقت کے ساتھ خود بخود دھیمی پڑنے لگتی ہے۔

اس ناول میں چاند کے گہنانے کا بیان اتنا زیادہ مؤثر دکھائی نہیں دیتا جتنا کہ "دن" میں آندھی کا بیان۔ لیکن رضی عابدی نے اس ناول پر لکھتے ہوئے اس حصے پر ٹی ایس ایلیٹ کی "ویسٹ لینڈ" کے گہرے اثرات کا کہا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

> "خوف و دہشت کی اس تصویر کشی میں انتظار حسین ٹی ایس ایلیٹ اور "عہد نامہ قدیم" کے ساتھ داستانوں، ہندو دیومالا اور اس فسادات کی تصویروں کو ملا کر ایک خوبصورت اور مؤثر شاہکار بنایا ہے اور یوں ان تصویروں میں مکمل مشرقیت آگئی ہے۔ اور یہی انتظار حسین کا فنی کمال ہے۔ یہ بہت حد تک قرین قیاس ہے کہ خوف و دہشت کی اس قدر تصویر کشی کا فن انہوں نے ٹی ایس ایلیٹ سے ہی لیا ہے جو اس صدی کی پانچویں اور چھٹی دہائی میں لاہور کے ادبی حلقوں کا مقبول ترین

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

موضوع تھا۔"(7)

انتظار حسین کے اس ناول "چاند گہن" کے خوف زدہ ماحول کا تقابلی مقابلہ ہم احمد علی کے ناول سے کر سکتے ہیں کیونکہ ان دونوں ناولوں کی فضا ایک جیسی دیکھائی دیتی ہے اور ایک سی فضا کا اثر دونوں ناولوں میں ایک جیسا اور یکسر مترادف نظر آتا ہے۔ احمد علی کے اس کے ہاں اس کا اندازہ ہم مندرجہ ذیل اقتباس سے باآسانی لگا سکتے ہیں:

"شام کے جھٹپٹے میں یوں بھی فضا میں ایک سوز، ایک درد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور آس پاس کوئی تاریخی کھنڈر ہو تو اس سوز میں دوگنا اضافہ ہو جاتا ہے ۔ اس وقت لال قلعہ کو دیکھ کر مجھ پر وہ کیفیت گزری جو چاند گہناتے وقت دیکھ کر گزرتی ہے۔ چاند گہن میں تپش سے زیادہ سوز کی کیفیت ہوتی ہے اور وہ ایک کربناک کیفیت ہوتی ہے لیکن اس میں آواز نہیں ہوتی، ارتعاش نہیں ہوتا۔ اس وقت میری آنکھوں میں جھپٹے نہیں ڈوبے ہوئے وہ لال قلعہ کے در دیوار پھر رہے ہیں اور تجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ چاند آسمان پر خاموشی سے کرب کے عالم میں گہنا تا چلا جا رہا ہے"(8)

"چاند گہن" کے کردار کے باطنی عمل اور اندرونی شکست وریخت سے واقفیت کا ایک موقع ہمیں اس وقت ملتا ہے جب کہانی کا عمل پڑ جاتا ہے اور انتظار حسین کے اس ناول چاند گہن کے کردار فیاض کے روزنامچے کے ذریعے آگے بڑھتا جاتا ہے۔ لیکن اس روزنامچے میں بھی دن گزرتے جاتے ہیں اور اس میں احساس پوری طرح ڈھلنے نہیں پاتا اور اسطرح اس کردار کی پوری وجودی صورت حال پوری طرح سامنے آجاتی ہے۔ اسطرح ہر ناول کا نقطہ عروج بھی ہوتا ہے اور نقطہ اختتام بھی تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال اس اقتباس سے واضح نظر آتی ہے:

"وہ ٹھنک جو میرے جسم اور میری روح میں رچ گئی۔۔۔ اس کا احساس زائل ہو چلا ہے۔ اب مجھے یوں لگتا ہے کہ میرا جسم پتھر کا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ بھورے بھورے ڈراؤنی صورتوں والے بندر مجھ پر لپک رہے ہیں اور میں انہیں چپ چاپ دیکھ رہا ہوں، میری مدافعت کی قوت زائل ہو چکی ہے۔ میرے دھڑ تک کا جسم پتھر کا ہو چکا ہے اور جمود کی کیفیت دھیرے دھیرے میں گہنا رہا ہوں یعنی فیاض خان گہنا رہا ہے۔ اس کی روح گہنا رہی ہے۔"(9)

اس ناول کے بعد انتظار حسین کی دیگر کتابوں میں یہ انجام اور صورت حال ہمیں کچھ اور معنی خیز نظر آتی ہے۔ ڈراؤنی صورتوں والے بندر کئی دوسری کہانیوں میں لپکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور پتھرائے آدمی کا یہ احساس ہمیں انتظار حسین کے افسانے آخری آدمی کی یاد دلاتا ہے جو اپنی جون بدلنے کی تکلیف دہ اور زوال آمدہ عمل سے گزرتا ہے اور اسطرح یہ ناول ہمیں اس طرح کی صورت حال سے پہلے آگاہ کرتا ہے۔ اعتباری اور زوال کی صورتیں اور منزلیں اب اور آگے آنے والی ہیں۔ اس صورت حال کے علاوہ انتظار حسین کا یہ ناول "بن لکھی رزمیہ" اور "دن" کی فضا کے درمیان ایک رابطے کی شکل میں بھی قائم کرتا ہے، اپنے طور پر خود کوئی نقش قائم کئے بغیر ان تحریروں کی دنیا میں قدم رکھنے کے لئے تیار کرتا ہے۔

انتظار حسین کے تمام ناولوں میں آشوب کا عنصر بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے اور یہ کیفیت ان کے تمام ناولوں میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہوتی ہے۔ قومی اور اجتماعی زندگی سے رابطہ انتظار حسین کے ناولوں کی ایک منفرد خصوصیت ہے۔

یہ الگ الگ ناول گویا ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں جس میں ہماری قومی زندگی نظر آتی ہے۔ اس ناول کے وسط میں مصنف اب فریم آف ریفرینس سے نکل کر ایک خارجی مبصر کی طرح طرز کا تجزیہ کر سکتا ہے۔ اس طرز نظر کی مثال مندرجہ ذیل اقتباس سے معلوم کی جا سکتی ہے:

"دراصل بوجی وقت کے بہت بعد پیدا ہوئی تھی۔ وہ پیدا کسی زمانے میں بھی ہوتی انہیں مر جانا چاہیے تھا۔ ۲۰ ویں صدی کے بعد کی حقیقتوں کو انہوں نے کبھی تسلیم ہی نہیں کیا۔ ان کے لئے دنیا کی تاریخ کا ایک تصور بھی موجود تھا۔ اس میں کچھ پرستان کے قصے بھی شامل تھے۔ بہرحال یہ تو ماضی کی تاریخ تھی۔ حاضر ان کے لئے عدر سے شروع ہو کر پہلی جنگ عظیم

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

> پر ختم ہو جاتا تھا اور اس سے آگے خلا تھا۔ بازار سے دوپٹوں کی مل مل غائب ہو جانے کی وجہ سے انہیں دوسری جنگ عظیم کا پتہ تو چل گیا تھا لیکن انھوں نے اسے ایک بڑے واقعے کی حیثیت سے کبھی تسلیم نہیں کیا"(10)

یہ تجزیہ اب آگے بڑھتا ہے اور بوجی کے بیٹے تک جا پہنچتا ہے۔ لیکن اب فضا یکسر بدل چکی ہے۔ ہم بوجی کے وہموں اور گمانوں سے نکل کر دوسرے کرداروں اور لوگوں تک پہنچے ہیں۔ بوجی کے کردار کے بعد ہم اب فیاض خان اور سطبین سے جا ملتے ہیں جن کے بارے میں ہمیں اطلاع دی جاتی ہے کہ "دونوں بڑے جنونی تھے"۔

ناول کے بیانئے میں گہرائی کا ایک مقام چوتھے باب کے شروع میں ہے جہاں چاند گہن کا بیان کیا گیا ہے۔ فضا میں چھائی ہوئی اداسی، کتوں کے شور اور فقیروں کے ایک ٹولے کی آمد کے بعد چاند کے گہنانے کا ذکر آتا ہے۔ سیاروں کی یہ کیفیت جلد آدمیوں میں بھی منعکس ہونے لگے گی اور ایک پر اسرار، سریلی تصویر بن جائے گی۔

> "یوں لگتا ہے کہ فضا کی ایک گھتھی بن گئی ہے۔ ایکا ایکی کسی نامعلوم سمت سے ایک عقاب آہستہ آہستہ اُڑتا ہوا آیا۔ ایک منحوس پرچھائی پھر اونچی چھتوں اور مسجد کے گنبدوں کا پنتی دکھائی دی۔ عقاب اڑتا کسی نامعلوم سمت میں کھو گیا۔ پھر سناٹا چھا گیا، چاند کا رنگ اور پھیکا پڑ گیا۔ جیسے کسی لق ودق صحرا میں کوئی مسافر قافلے والوں سے چھٹ کر راستہ بھول جائے اور شروع شروع میں خوب دوڑے اتنا دوڑے کے ہانپنے لگے اور پھر رینگینا شروع کر دے۔ کچھ اس قسم کی کیفیت چاند پر گزر رہی تھی۔ فضا کے ویران، اجاڑ پن میں وہ اکیلا بھٹکتا پھر رہا تھا۔ اتنے میں کسی دور کی گل میں سے کسی نوحہ کرنے پر اسرار آوازیں آئیں۔ یہ پر اسرار دھیمی آوازیں چند لمحوں کے لئے تیز ہو گئیں مگر پھر مدہم پر گئیں۔ چاند کی شکل بدلنے لگی،۔ اس کا ایک کنارہ سرخ پڑ گیا۔ جو مکان ویران، سنسان پڑے تھے وہ ایکا ایکی ایک خوف ناک قسم کے شور سے گونج اٹھے۔ عورتیں، بچے اور مرد چھتوں پر چڑھ گئے اور شور مچا رہے تھے، چیخیں مار رہے تھے۔ پھر ننگ دھڑنگ فقیروں کا ایک کردہ سرپٹ آتا دکھائی دیا۔ میلے کچیلے سیاہ توا جسم، ڈراؤنے چہرے، لال لال آنکھیں، گردنوں کی رگیں پھولی ہوئیں۔ سانس چڑھتے ہوئے انہوں نے گلوں میں جھولیاں ڈال رکھی تھی۔ وہ دوڑتے ہوئے چل رہے تھے اور بے طرح شور مچا رہے تھے۔ سیاہ کتوں کا ایک پورا ہجوم بھونکتا ہوا ان کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ ہر دروازے پر وہ پہنچ کر گودیاں پھیلا دیتے اور گودیوں میں اناج آ پڑتا۔ وہ پھر دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے اور سیاہ کتے جو رکتے ہوئے چپ ہو جاتے تھے۔ پھر بھونکتے ہوئے دوڑنے لگتے تھے۔ چاند پر ایک کرب کی کیفیت طاری تھی۔ سرخی پھیلتی گئی، گہری ہوتی گئی۔ سرخی اور پھیلی۔۔ اور گہری ہوئی آدھا چاند سرخ ہو گیا۔ آگ کے انگارے کی طرح دہکنے لگا۔ تلوار کے گھاؤ کی طرح خون وخون ہو گیا۔ پھر ایک سمت سے غبار اُٹھا، زرد زرد غبارہ بلند ہوتا گیا۔ پھیلتا گیا۔ آندھی کے جھکڑ پھیلنے لگے۔ دیکھتے دیکھتے گئے فضا میں مکروہ صورت عورتوں کا جلوہ رونما ہوا۔ خون سے لت پت بے سر کے جسموں پر وہ سوا تھیں اور بل کھاتا ہوا اسیاہ دھواں ان کے منہ سے نکل رہا تھا۔ ان کی زبانیں نکلی ہوئی تھیں۔ ان کے لمبے لمبے خشک بالوں سے آگ کی لپیٹیں اٹھ رہی تھیں۔ ان سے خون کی بوندیں ٹپک رہی تھیں اور اس جلوس کے ساتھ ساتھ گرج کی آواز سنائی دی۔ زمین ملنے لگی اور عمارتیں اڑا اڑا دھم کر کے گرنے لگیں۔ لوگ گھروں کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ سجد کے مینار سرنگوں ہو گئے اور فضا میں ایک گرجدار آواز گونجی۔۔۔ گر پڑا بڑا شہر گر پڑا۔۔۔"(11)

دن اور داستان:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

انتظار حسین کے اس مختصر ناول کے بارے میں ابہام پایا جاتا ہے کہ اسے ناول کے طور پر لیا جائے یا پھر افسانے کے طور پر۔ کیونکہ مصنف نے اسے ناول بھی قرار دیا ہے اور اسے اپنے افسانوں کے کلیات میں بھی شامل کر دیا ہے۔ البتہ ہم اس کو ناول نگاری بطور ایک مختصر ناول کے طور پر لے سکتے ہیں اور اس کے انداز و بیان اور اسلوب کو ناول نگاری کے اسلوب بھی شامل کر سکتے ہیں۔ مصنف نے اس ناول کو دو حصوں میں الگ الگ لکھا ہے جو کہ اپنے اسلوب اور بیان کے لحاظ سے مشترک اور یکساں دکھائی دیتی ہے لیکن ان کی کہانی اور قصہ ایک دوسرے سے بہت مطابقت رکھتے ہیں اور ہم اس کو ایک باہم مربوط ڈھیلی ڈھالی کہانی کے طور پر رکھ سکتے ہیں۔

انتظار حسین کا یہ مختصر ناول ۱۹۶۲ میں شائع ہوا۔ انتظار حسین کے اس ناول "دن اور داستان" کے ناشر ادارہ ادبیات نو لاہور ہیں۔ انتظار حسین کے اس مختصر ناول "دن اور داستان" کا مختصر اور جامع خاکہ مندرجہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

مصنف کے ناول "دن اور داستان" کو ایک مربوط قصہ سمجھا جائے یا دو لخت قصوں کا زبردستی نتھی کیا ہوا جوڑا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ "دن" ایک نوع کی تکمیل ہے۔ مصنف کے ابتدائی دور کے قصے جس دھارے میں گر کر ایک ہو جاتے ہیں، جس طرح ایک رواں ندی، ایک بہتا دریا وغیرہ۔

انتظار حسین کے اس مختصر ناول کے انداز و بیان، پیش کش، کردار نگاری اور فضا بندی کی بدولت ان کی اس تحریر کو نقطہ منتہا سمجھا جا سکتا ہے۔ جہاں ایک دور کی تکمیل ہو گئی ہے اور وہ کامیابی حاصل ہو گئی ہے جس کے بعد پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت باقی نہ رہی ہے۔

انتظار حسین کے مختصر ناول "دن اور داستان" کے پہلے حصے میں "دن" کے بارے میں لکھتے ہوئے محمد سلیم الرحمن بیان کرتے ہیں:

> "ماضی میں اس کے تیئں لمبی راتوں اور کھری دوپہروں کا ایک سلسلہ ہے۔ بیچ بیچ میں کوئی بھیگی صبح، کوئی بارش سے شرابور دن مانند موتی کے گویا، دوپہریں گلی گلی، کھیت کھیت کا سفر، راتیں کالا سفر کے فرسنگ بے سمت، سوتے جاتے ہنکارتے مسافر، کبھی رات جگا اور کہانیاں، کبھی خواب کا عالم کہ آنکھیں بند ہیں اور چلے جاتے ہیں، کچھ خبر نہیں کہ کتنی دور نکل آئے، کتنی دور جانا ہے۔"(12)

"دن اپنی جگہ اتنا مکمل ہے کہ اسے کسی اور کتاب کے جزو کے طور پر پڑھنا مشکل ہوتا ہے جبکہ "داستان" ایک طویل کہانی ہے جو کہ "دن" کے آگے ماند پڑ جاتی ہے۔ "دن اور داستان" کی کہانی کے ٹکڑے میں پہلی بار وہ انداز نظر آتا ہے جو آگے چل کر انتظار حسین کے ناولوں میں اجاگر ہوتا ہے اور داستان کئے جاتا ہے اور قاری کو متاثر کئے بغیر داستان طول پکڑتی جاتی ہے۔ ڈاکٹر محمد سلیم الرحمن اس اسلوب اور انداز بیان کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

> "انہوں نے دو استعاروں پر الگ الگ لکھی ہوئی کتاب کو ایک ثابت کرنے کی بڑی دانشورانہ کوشش کی ہے لیکن افسوس کہ اس کوشش کے باوجود کتاب میں وہ ایک کہانی نہیں بن سکی۔ دن اور داستان کو پڑھ کر جہاں اس کتاب کی دو الگ کہانیوں کو ناول کی صورت میں پیش کرنے والے کی ناکامی کا احساس ہوتا ہے وہیں داستان کے جدید تصور کا مضحکہ خیز خاکہ بھی سامنے آجاتا ہے۔۔۔"(13)

انتظار حسین کے مختصر ناول "دن اور داستان" کے بارے میں ڈاکٹر سہیل احمد خان اپنی رائے کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

> "دن کی کہانی کئی سطحوں پر حرکت کرتی ہے۔ کرداروں کی اپنی داخلی خارجی سطح ایک دائرہ ضمیر اور تحسینہ ہے جو عنفوان شباب کی دہلیز پر حیران کھڑے ہیں۔ اس دائرے کے باہر ایک دائرہ گھر کی عورتیں اور ان کے درمیانی تعلقات کی فضا اور اس سے ایک بڑا دائرہ قومی اور ملکی فضا، ایک مرکز میں گھومتے، حرکت کرتے ہوئے مختلف دائروں کا احساس اس مقام پر ہوتا ہے جہاں ایک جلسے کے دوران آواز آتی ہے کہ "رئیس الاحرار نہیں" یہ گویا اس پوری فضا میں خارجی انداز کی دخل اندازی ہے ورنہ اس فضا میں جو واقعے پیش آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ آندھی آئی یا کہ بڑیا کو چٹکی سے ہوا میں اڑا کر اللہ میاں

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سے سلام کہہ دیا۔ یہ فضا داخلیت کے تمام رنگوں سے پینٹ کی گئ ہے۔(14)

شمیم احمد نے اگرچہ دن پر تحسین ژرف نگاہی کا کوئی خاص مظاہرہ نہیں کیا لیکن اس نے انتظار حسین کے ناول ”دن اور داستان“ سے گہری دلچسپی ظاہر کی ہے وہ لکھتے ہیں:

> "اس کتاب کا دوسرا حصہ داستان چند روایات کا افسانوی قلب ہے جس میں اگر کوئی چیز نہیں ہے تو وہ داستان ہے اور اسی لئے اس میں نہ تحریر کا وہ حسن ہے جو پہلی کہانی تین بلے اور نہ ہی دیسی چابک دستی۔۔۔"(15)

مندرجہ بالا تبصروں سے بہتر یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ انتظار حسین کی اس کتاب یعنی ناول ”دن اور داستان“ کو دو طویل ور منسلک مگر علیحدہ علیحدہ کہانیوں کے مجموعے کے طور پر پڑھا جائے۔ اس کو ایک ناول قرار دینا محض ایک چٹکل معلوم ہوتا ہے اور انتظار حسین کے قلم سے بعد میں سامنے آنے والے ناولوں کے بعد اس کا اہتمام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہ گئی ہے۔

حوالہ جات:

1۔ یٰسین، ڈاکٹر، بحوالہ: نسرین، بھٹی گھنجل، لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، س ن، ص:۵
2۔ یٰسین، ڈاکٹر، بحوالہ: سجاد حیدر پرویز، پروفیسر، سرائیکی ادب کی نشاۃ ثانیہ کا دور سال(۱۹۷۶-۱۹۹۵)، ملتان: بزم ثقافت، ص:۵۹
3۔ خضر سلطان، رانا، بحوالہ: حسن فاروقی، ڈاکٹر، ناول کیا ہے، کراچی: الکتاب، ۱۹۶۵ء، ص:۲۷
4۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، بحوالہ: رضیہ نور محمد، بلدے دیوے، لاہور: مکتبہ معین الاداب، س ن، ص:۱۹۵
5۔ آکسفورڈ انگلش ڈکشنری، بحوالہ: قمر رئیس، ڈاکٹر، عاشور کاظمی، سید، مرتبہ: ترقی پسند ادب پچاس سالہ سفر، مکتبۂ عالیہ، ۱۹۹۴ء، ص:۱۴۵
6۔ کلیم الدین، پروفیسر، بحوالہ: نسرین، بھٹی گھنجل، لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، س ن، ص:۵
7۔ سجاد حیدر، بحوالہ: وقار عظیم، سید، پروفیسر، فن اور فن کار، لاہور: اردو مرکز، ۱۹۵۵ء، ص:۳۰
8۔ ابو اللیث صدیقی، ڈاکٹر، بحوالہ: ابو الاعجاز صدیقی، اصناف ادب، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، س ن، ص:۳۹۰
9۔ ممتاز حسین، نئی قدریں، لاہور: استقلال پریس، ۱۹۶۶ء، ص:۲۵۲
10۔ عبادت بریلوی، بحوالہ: ابو الاعجاز صدیقی، اصناف ادب، ص:۲۹۷
11۔ اے ہینڈ بک لٹریچر، ص:۲۸۸
12۔ ذوالفقار احمد تابش، انتظار حسین سے ایک انٹرویو، لاہور: کتاب، ۷ نمبر، ۴ جنوری ۱۹۷۳ء، ص:۷
13۔ ذوالفقار احمد تابش، انتظار حسین سے ایک انٹرویو، لاہور: کتاب، ۷ نمبر، ۴ جنوری ۱۹۷۳ء، ص:۷
14۔ ایضاً، ص:۱۴
15۔ ایضاً، ص ۱۵

References:

A Handbook of Literature. (n.d.), p. 288.

Arshad, W., Hamid, A., & Arshad, S. (2024). The tradition of Urdu prose poetry: An analytical study. *Harf-o-Sukhan*, *8*(1), 282-289. https://harf-o-sukhan.com/index.php/Harf-o-sukhan/article/view/1155

Arshad, W., Manzoor, M., & Haq, M. I. U. (2024). Allama Muhammad Iqbal's concept of Khudi: An analytical study. *Harf-o-Sukhan*, *8*(2), 144-150. https://www.harf-o-sukhan.com/index.php/Harf-o-sukhan/article/view/1319

Arshad, W., Maqsood, A., Zaidi, S. S., Haroon, M., Qadir, U. M., Sultana, U., Arshad, S., Haq, M. I. U., & Sanaullah, S. (2024). Kalam-e-Iqbal: Current requirements and our priorities. Retrieved from https://www.researchgate.net/publication/384326267_Kalam_E_Iqbal_Current_Requirements_And_Our_Priorities

Asghar, Z., Arshad, W., & Arshad, S. (2024). A comprehensive review of Khalid Fateh Muhammad's short stories. *Jahan-e-Tahqeeq*, *7*(2), 69-77. https://jahan-e-tahqeeq.com/index.php/jahan-e-tahqeeq/article/view/1359

Asghar, Z., Arshad, W., & Arshad, S. (2024). A comprehensive review of Khalid Fateh Muhammad's short stories. *Jahan-e-Tahqeeq*, *7*(2), 69-77. https://jahan-e-tahqeeq.com/index.php/jahan-e-tahqeeq/article/view/1359

Barelvi, I. (n.d.). Cited in Siddiqui, A. I. *Asnaf-e-Adab.*

Bukhari, S., Dr. (n.d.). Cited in Noor Muhammad, Razia. *Balde Diwe.* Maktaba Moin-ul-Adab.

Haider, S. (n.d.). Cited in Azim, Waqar, Syed, Prof. *Fan aur Fankar.* Urdu Markaz.

Hussain, M. (1966). *Nai Qadrein.* Istiqlal Press.

Javed, J. I., Munawer, M., Ahsan, S., Ali, M. S., Qadir, M. H., Raheed, M., Mumtaz, S., & Arshad, W. (2023). Allama Iqbal and Maulana Abul Kalam Azad's thoughts and ideas about the existence and survival of the Islamic state: In the context of literary aspects. *PalArch's Journal of Archaeology of Egypt/Egyptology*, *20*(2), 1239-1250. Retrieved from https://www.researchgate.net/publication/384326781

Jawaid, A. (2014). Benchmarking in TESOL: A study of the Malaysia Education Blueprint 2013. *English Language Teaching*, *7*(8), 23-38. Canadian Center of Science and Education. Retrieved from https://files.eric.ed.gov/fulltext/EJ1076002.pdf

Jawaid, A., Batool, M., Arshad, W., Haq, M. I. U., Kaur, P., & Arshad, S. (2025). English language vocabulary building trends in students of higher education institutions: A case of Lahore, Pakistan. *Contemporary Journal of Social Science Review*, *3*(1), 730-737. Retrieved from https://jalt.com.pk/index.php/jalt/article/view/370

Jawaid, A., Batool, M., Arshad, W., Kaur, P., Irum, S., & Haq, M. I. U. (2024). English language pronunciation challenges faced by tertiary students. *Contemporary Journal of Social*

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

Science Review, *2*(4), 2104-2111. Retrieved from https://contemporaryjournal.com/index.php/14/article/view/361

Jawaid, A., Khalil, A., Gohar, S., Kaur, P., Arshad, W., & Mukhtar, J. (2024). English language learning theories and digital technologies of the 21st century: A systemic scenario. *Journal of Applied Linguistics and TESOL*, *7*(4). Retrieved from https://jalt.com.pk/index.php/jalt/article/view/369

Kaleemuddin, Prof. (n.d.). Cited in Bhatti, Nasreen. *Ghanjal*. Ferozsons Ltd.

Manzoor, M., Arshad, W., & Haq, M. I. U. (2024). Social consciousness in 21st-century Urdu fiction. *Jahan-e-Tahqeeq*, *7*(2), 78-85. https://jahan-e-tahqeeq.com/index.php/jahan-e-tahqeeq/article/view/1360

Manzoor, M., Arshad, W., & Haq, M. I. U. (2024). Social consciousness in 21st-century Urdu fiction. *Jahan-e-Tahqeeq*, *7*(2), 78-85. https://jahan-e-tahqeeq.com/index.php/jahan-e-tahqeeq/article/view/1360

Oxford English Dictionary. (1994). Cited in Rais, Qamar, Dr., & Kazmi, Ashoor, Syed (Eds.). *Taraqqi Pasand Adab: Pachas Sala Safar*. Maktaba Aalia.

Sanaullah, S., & Arshad, W. (2024). A review of Rabia Al-Rubba's short stories. *Harf-o-Sukhan*, *8*(2), 119-128. https://harf-o-sukhan.com/index.php/Harf-o-sukhan/article/view/1314

Siddiqui, A. L., Dr. (n.d.). Cited in Siddiqui, A. I. *Asnaf-e-Adab*. Sang-e-Meel Publications.

Sultan, R. K. (n.d.). Cited in Faroqi, Hasan, Dr. *Novel Kya Hai*. Al-Kitab.

Tabish, Z. A. (1973, January 4). *Interview with Intizar Hussain*. *Kitab* (Issue No. 7), Lahore.

Tabish, Z. A. (1973, January 4). *Interview with Intizar Hussain*. *Kitab* (Issue No. 7), Lahore, p. 7.

Yaseen, Dr. (n.d.). Cited in Bhatti, Nasreen. *Ghanjal*. Ferozsons Ltd.

Yaseen, Dr. (n.d.). Cited in Pervaiz, Sajjad Haider. *Saraiki Adab Ki Nashaat-e-Sania Ka Dor (1976-1995)*. Bazm-e-Saqafat.